(۴۳)

# انعام ہمیشہ اطاعت کرنے والوں کو ہی ملا کرتا ہے

(فرمودہ ۱۶۔ اکتوبر ۱۹۱۴ء)

تشہّد ، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت کی:۔

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ. بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ[1]

اس کے بعد فرمایا:۔

نسلی اور قومی تعصّب ہمیشہ سے دنیا میں چلا آیا ہے ہر ایک قوم اپنی نسبت چند ایسی خصوصیات تجویز کر لیتی ہے جن کا دوسروں کی طرف منسوب کرنا وہ پسند نہیں کرتی۔ اسلام سے پیشتر کے جتنے مذاہب ہیں ان تمام کو جب ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو ایسا ہی محدود اور مخصوص کر رکھا ہے جیسا کہ اور اپنے بڑے بڑے قومی آدمیوں کو۔ ان مذاہب کی کتب کا مطالعہ کرنے اور پڑھنے سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم خدا کو اپنا مخصوص دیوتا سمجھتی ہے۔ چنانچہ یہود کسی اس بات کو جائز نہیں سمجھتے کہ اور دنیا کے لوگ جنت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یا یہ کبھی پسند نہیں کرتے کہ کوئی یہودی بھی دوزخ میں جا سکتا ہے۔

یہی حال دوسری قوموں کا ہے خواہ وہ زرتشتی ہوں یا سناتنی، آریہ ہوں یا بدھ تو ان مذہبوں نے اپنے لئے ایسی خصوصیات سمجھ لی ہوئی ہیں جن سے اور کسی کو متمتع ہونے کے

قابل نہیں سمجھتے۔اسلام نے ان تمام خصوصیات کو مٹا دیا ہے اور صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تمام مخلوقات کا خدا ہے اور کسی خاص فرقہ سے خاص تعلق نہیں رکھتا۔قرآن شریف بتاتا ہے کہ نجات کا دارومدار اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل پر رکھا ہے۔اور فضل کے جاذب اعمال صالح کو رکھا ہے۔نیک اعمال فضل کو جذب کرتے ہیں اور پھر فضل سے نجات ہوتی ہے اور جب تک کوئی شخص خواہ وہ کسی مذہب میں کیوں نہ داخل ہو اعمال صالح نہیں کرتا اسلام اس کی نسبت کبھی نہیں کہتا کہ وہ نجات پا سکتا ہے اور نہ اسلام یہ کہتا ہے کہ خواہ کوئی کتنا ہی خدا تعالیٰ کے حضور گڑ گڑائے، عاجزی اور فروتنی دکھائے اعمال صالح کرے اور متقی بن جائے لیکن پھر بھی خدا تعالیٰ اس کو اپنے حضور سے اس لئے نکال دیتا ہے کہ چونکہ تم فلاں قوم سے نہیں ہو اس لئے تمہیں کچھ اجر نہیں مل سکتا۔اس آیت میں اللہ تعالیٰ یہود کا قول بیان فرماتا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اول تو ہم کو آگ چھونے کی ہی نہیں کیونکہ ہم خدا تعالیٰ کی برگزیدہ قوم کی اولاد سے ہیں۔بھلا یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ ہمیں عذاب دیا جائے۔عذاب دینے کے لئے کیا اور مخلوق تھوڑی ہے اور اگر ہم میں سے کسی کو عذاب دیا ہی گیا تو وہ بہت تھوڑا یعنی چند دن ہوگا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان سے پوچھو کہ کیا تم نے خدا سے عہد لیا ہے کہ تمہیں عذاب نہیں ہوگا۔اللہ تو اپنے عہد کے خلاف کبھی نہیں کرتا۔لیکن اصل بات یہ ہے کہ تم جھوٹے ہو اور وہ بات کہتے ہو جس کو تم جانتے نہیں۔بدکار انسان ضرور سزا پائیں گے۔اور ابراہیم، موسیٰؑ، ہارون، داؤد وغیرہ انبیاء کی نسل سے ہونا کسی کو عذاب سے نہیں بچا سکتا اور مسلمانوں میں تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی نسل سے ہونا بھی کسی کو عذاب سے چھڑا نہیں سکتا جب تک کہ نجات پانے کا جو راستہ ہے اس پر نہ چلا جائے اور اس طریقہ کو اختیار نہ کیا جائے جس کو اختیار کر کے داؤد داؤد بنا۔ابراہیم ابراہیم کہلایا۔موسیٰ موسیٰ ہوا اور محمدؐ نے محمدؐ کا لقب پایا۔جب تک کوئی ان کی تعلیم پر عمل نہیں کرتا خدا کے حضور اسے کوئی عزت اور کوئی رتبہ نہیں مل سکتا۔اسلام نے یہ بتا کر تمام قومی اور نسلی تعصّبات کو تباہ کر دیا ہے کہ کسی خاص قوم اور خاص مذہب سے نجات وابستہ نہیں۔بلکہ جو شخص خدا تعالیٰ کی رضا کے راستہ کو اختیار کرتا ہے وہی نجات پا سکتا ہے۔ایک ہندو، ایک آریہ، ایک عیسائی، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے سے وہی حقوق پا سکتا ہے جو دوسرے نیک اعمال کرنے والے مسلمانوں کو ملتے ہیں۔پھر وہ مسلمان جو خواہ کتنا ہی

عالی خاندان کا ہو درست اعمال نہ کرتا ہو کبھی نجات نہیں پا سکتا۔

بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہود کی صفت اب مسلمانوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ یہود کی صفت یہ تھی کہ انہوں نے کہا کہ خدا ہمیں کچھ مقررہ مدت تک عذاب دے کر آزاد کر دے گا۔ یہ اب مسلمان علماء کا عقیدہ ہے عوام نے تو حد ہی کر دی ہے۔ سادات تو یہ بات سن ہی نہیں سکتے کہ کبھی کوئی سید دوزخ میں جائے گا وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے آل رسول ہونا ہی کافی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور فرماتے تھے کہ ہماری رشتہ دار ایک عورت یہاں آئی۔ تو میں نے اس کو کہا کہ تم اپنے پیر سے یہ تو پوچھنا کہ تمہاری بیعت کا ہمیں کیا فائدہ ہے۔ وہ جب واپس آ گئی اور جا کر پوچھا تو پیر صاحب نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم قادیان گئی ہو اور نور دین نے تمہیں یہ بتایا ہے۔ اس نے کہا کہ ہاں بتایا تو اُسی نے ہے لیکن مجھے جواب دیجئے وہ کہنے لگا تمہیں اس کا فائدہ معلوم ہی نہیں۔ قیامت کے دن جب تم سے سوال و جواب ہو گا تو ہم کہیں گے کہ ان کی ذمہ داری ہم لیتے ہیں ان کو چھوڑ دیا جائے اور جو کچھ پوچھنا ہے وہ ہم سے پوچھئے۔ پس تم دوڑتی دوڑتی پل صراط سے گذر کر بہشت میں داخل ہو جاؤ گی۔ اور دنیا میں خواہ تم کچھ کرو ان سب باتوں کے جواب دہ ہم ہوں گے۔ اور تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ ہم سے جب تمہارے متعلق پوچھا جائے گا تو کہہ دیا جائے گا کہ ایک امام حسین کی قربانی ہمارے لئے کافی نہیں ہے۔ یہ سن کر اللہ لاجواب ہو جائے گا اور ہم بہشت میں چلے جائیں گے۔ تو یہود نے تو یہی کہا تھا کہ ہمیں تھوڑے دن ہی آگ چھوئے گی۔ مگر مسلمانوں نے کہا کہ ہمیں آگ بالکل چھوئے گی ہی نہیں۔ انہوں نے یہودیوں سے بھی بڑھ کر ایک قدم آگے مارا۔ یہ ایک بڑی بھاری مشابہت ہے جو آج کل کے مسلمانوں کو یہود سے ہو گئی ہے۔ عام فقیروں، گدی نشینوں اور پیروں نے تو بعض بزرگوں اور اولیاء کی یہاں تک طاقت بڑھا دی ہے کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ خدا ان سے ڈرتا ہے۔ سید عبد القادر جیلانیؒ کی نسبت اسی قسم کا ایک قصہ بنایا ہوا ہے کہ ایک بڑھیا کے لڑکے کو زندہ کرنے کے لئے انہوں نے عزرائیل سے تمام قبض شدہ روحوں کا تھیلا چھین لیا اور جب وہ شکایت لے کر خدا کے پاس گیا تو خدا تعالیٰ نے کہا کہ شکر کرو کہ اسی پر خلاصی ہو گئی ہے اگر وہ چاہتا تو آج تک کی تمام روحوں کو چھوڑ دیتا[۲] تو اس قسم کے لغو قصے کہانیاں بنا بنا کر اتنا بڑھایا ہے کہ جس کی کوئی حد ہی نہیں رہی اسی بھروسہ پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں آگ نہیں چھوئے گی۔ ہمارے پیر صاحب

ہماری طرف سے جواب دہی کریں گے۔ جب یہ خیال ہوا تو پھر جو چاہیں کرتے رہیں۔ چوریاں کریں، ڈاکے ماریں، زنا کریں، فسق و فجور پھیلائیں، کسی کا ڈر ہی کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان باوجود آبادی کے لحاظ سے کم ہونے کے قیدخانوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

ان پیروں فقیروں سے اُتر کر مولوی لوگ کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے جو گناہ گار ہوں گے وہ تھوڑے دنوں عذاب میں رہ کر چھوٹ جائیں گے لیکن باقی تمام لوگ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں پڑے رہیں گے۔ اس کا بھی وہی مطلب ہے جو یہودیوں کے کہنے کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں نازل ہوں مسیح موعود علیہ السلام پر کہ انہوں نے ہمیں اس اعتقاد سے چھڑا کر سیدھا راستہ بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اس کے دل میں کسی قوم یا کسی مذہب کی طرف سے بغض نہیں کہ خواہ مخواہ اس کو دوزخ میں جھونکے رکھے۔ دوزخ تو خدا تعالیٰ نے علاج کی جگہ بتائی ہے۔ جس طرح گورنمنٹیں ریفارمیٹری (REFORMATORY) سکول بناتی ہیں اسی طرح دوزخ ہے۔ جس وقت انسان گندے مواد جل کر پاک وصاف ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کو اس سے نکال دیتا ہے۔ باقی رہا یہ کہ صرف خدا دوزخ دکھا کر ہی مسلمانوں کو بہشت میں داخل کر دے گا یہ محض جھوٹ اور کذب ہے۔ ایک مسلمان بدکار کو اسی طرح سزا دوزخ میں ملے گی۔ جس طرح کسی اور مذہب کے بدکار کو جس کو اس کی خطاؤں نے گھیر لیا ہوگا۔ پس ایسے لوگ ضرور دوزخ میں رہیں گے کیونکہ یہ دوزخ کے ہی قابل ہیں۔ خواہ کتنے بڑے اعلیٰ خاندان اور نسل کے ہوں۔ لیکن بدکار ہونے کی صورت میں اپنی بدکاری کی وہ ضرور سزا پائیں گے۔ بشرطیکہ وہ توبہ نہ کرلیں۔ یعنی توبہ کر کے ایمان لے آئیں اور عمل اچھے کریں۔ پس جس وقت ان کی یہ حالت ہو جائے گی تو ایسے لوگ جنت کے وارث ہو جائیں گے اور اسی میں رہیں گے۔

یہ بات خوب یاد رکھو کہ اسلام میں نجات خدا تعالیٰ کے فضل پر ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل کے جاذب نیک اعمال ہوتے ہیں۔ اور اگر کوئی کہے کہ فضل کا واسطہ کیوں رکھا ہے اور کیوں نیک اعمال کی وجہ سے نجات نہیں ہو جاتی۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان سے کچھ نہ کچھ غلطیاں بشریت کی وجہ سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ اگر ان پر خدا تعالیٰ گرفت کرنے لگے تو کسی انسان کا نجات پانا محال ہو جائے۔ تو ایسی غلطیاں جو بشریت اور انسانی کمزوری کی وجہ سے انسان سے ہو جاتی ہیں خدا تعالیٰ ان کو اپنے فضل سے ڈھانپ دیتا ہے اور اپنے فضل کو انسان کی

نجات کا موجب بنا دیتا ہے۔تم جو احمدی کہلاتے ہو یہ کبھی مت خیال کرو کہ ساری دنیا دوزخی ہے۔اور صرف ہم احمدی نجات پائیں گے۔اس میں شک نہیں کہ جو سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اس کی نجات ہوتی ہے۔لیکن یہ خیال کرنا کہ ہم چونکہ احمدی ہو چکے ہیں اس لئے خواہ کچھ ہی کرتے جائیں ہمیں کوئی نہیں پکڑے گا۔یہ بالکل غلط خیال ہے۔اور یہ خوب یاد رکھو کہ ہمیشہ سے نیک اعمال ہی خدا تعالیٰ کے فضل کے جاذب رہے ہیں۔اس لئے نیک اعمال کے لئے کوشش کرو۔سستی ،غفلت اور لاپرواہی کو چھوڑ دو۔کتنا بڑا کام ہے جس کے کرنے کے تم ذمہ دار ہو۔پچھلے دنوں ایک چھوٹا سا فتنہ اپنے میں سے اٹھا تھا اور ابھی تک دور نہیں ہوا تم میں سے کتنے ہیں جو اس فساد کے دور ہونے کیلئے دعائیں کرتے ہیں۔یہ تو ایک بہت معمولی سا کام ہے لیکن کتنے ہیں جو اتنے بڑے عظیم الشان فرائض کی بجا آوری کی فکر میں ہیں۔سن لو اور دل کے کانوں سے سن لو کہ انعام ہمیشہ کام کرنے والوں کو ہی ملا کرتا ہے یوں کسی بات کا دعویٰ کر لینے سے کبھی کچھ نہیں ملا۔پس تم احمدی ہونے سے نہیں بلکہ احمدیت کے شرائط پورے کرنے سے نجات پا سکتے ہو ۔اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہو۔تمہارا کام اتنا عظیم الشان ہے کہ اگر خدا کی نصرت اور مدد کا یقین نہ ہو تو انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ایک سے دو سے مقابلہ نہیں بلکہ احمدیوں کا تمام دنیا سے مقابلہ ہے اور اربوں ارب مخالفین سے تھوڑے سے نفوس کی جنگ ہے۔

پس تم اسی طرح ترقی کر سکتے ہو کہ ہمت اور کوشش کرو۔دعاؤں سے کام لو پھر تم اسلام کی اسی شان وشوکت کو دیکھ سکتے ہو جو صحابہ کرام کے وقت تھی۔کیونکہ خدا تعالیٰ کا تم سے یہی وعدہ ہے۔پس تم ایمان اور اعمال حسنہ میں ترقی حاصل کرو تا کہ کامیاب ہو جاؤ۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق دے اور اپنے فضل وکرم سے ہمارے اعمال کو ایسے بنا دے کہ وہ خدا کے فضل کے جاذب ہو جائیں۔ورنہ ہم بہت کمزور ہیں۔

(الفضل ۲۲۔اکتوبر ۱۹۱۴ء)

---

۱؎ البقرۃ:۸۱،۸۲

۲؎ گلدستہ کرامات از مفتی غلام سرور صاحب صفحہ ۳۸ مطبوعہ مفید عام پریس لاہور ۱۳۱۳ھ